حدیث کیا ہے؟

<"xml encoding="UTF-8?>

حدیث اسلامی علوم کی ایک اصطلاح ہے جس کا اطلاق رسول اللہؐ اور دیگر معصومینؑ کے فرامین یا ان کی روش، سیرت اور ان کے تائید کردہ اعمال پر ہوتا ہے۔
حدیث اور قرآن گزشتہ 15 صدیوں سے مسلمانوں کیلئے دین اور شریعت کی فہم و ادراک میں بنیادی کردار ادا کرتی آئی ہے۔
حدیث کی اہمیت کے پیش نظر احادیث کے مندرجات و مضامین اور ان کی سند کا جائزہ لینے کے لئے مختلف علوم معرض وجود میں آئے ہیں جنہیں مجموعی طور پرعلوم حدیث کہا جاتا ہے اور اسی عنوان کے ذیل میں احادیث کی زمرہ بندی کی جاتی ہے۔

احادیث کی سند کا جائزہ روایت حدیث میں جبکہ مضامین و مندرجات (محتویات) کا جائزہ درایت حدیث میں لیا جاتا ہے۔

علم رجال اور مصطلح الحدیث کو روایت حدیث کے ذیلی موضوعات کے زمرے میں شمار کیا جاتا ہے۔ ان علوم میں فہم حدیث اور احادیث کا اعتبار جانچنے کے لئے احادیث کی متعدد اقسام بیان ہوئی ہیں۔
مسلمانوں کی کتب حدیث میں سے 10 کتابوں کا کردار بنیادی اور مرکزی ہے۔

ان دس عناوین میں سے چار:

کتب اربعہ کا تعلق شیعہ مذہب سے اور چھ عناوین صحاح ستہ کا تعلق اہل سنت سے ہے۔
مہم ترین کتب روایی شیعہ، کافی کلینی، تہذیب الاحکام و الاستبصار فیما اختلف من الاخبار شیخ طوسی، و من لایحضرہ الفقیہ شیخ صدوق ہیں۔

ان کتب کے مجموعے کو کتب اربعہ کہتے ہیں۔

اہل سنت کی یہ 6 کتب:

صحیح بخاری و صحیح مسلم (جو صحیحین کے نام سے مشہور ہیں)، و سنن ابی داود، سنن ترمذی، سنن نسائی و سنن ابن ماجہ، ان کی معتبر ترین کتب روایی شمار ہوتی ہیں۔ ان کتب کے مجموعے کو صحاح ستہ کہا جاتا ہے۔

کتب اربعہ

شیعیان اہل بیت (ع) کی مشہور ترین اور معتبر ترین درج ذیل کتب اربعہ کہلاتی ہیں:

محمد بن یعقوب بن اسحق کلینی رازی (328 یا 329 ھ) کی الکافی؛

محمد بن حسن طوسی (460 ھ) کی تہذیب الاحکام فی شرح المقنعة للشیخ المفید؛

محمد بن حسن طوسی (460 ھ) کی الاستبصار فی ما اختلف من الاخبار؛

محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ قمی (381 ھ) کی من لا یحضرہ الفقیہ۔

ان چار کتابوں کو مجموعی طور پر کتب اربعہ یا اصول اربعہ کہا جاتا ہے۔[1]

صحاح ستہ

اہل سنت کے ہاں معتبر ترین اور مشہور ترین درج ذیل چھ کتب حدیث ہیں جنہیں مجموعی طور پر صحاح ستہ کہا جاتا ہے۔

محمد بن اسمعیل بخاری جعفی (متوفا 256 ہجری) کی صحیح بخاری؛

مسلم بن حجاج قشیری نیشابوری (متوفا 261 ہجری) کی الجامع الصحیح[2]

سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفا سنہ 275 ہجری) کی کتاب سنن ابی داؤد؛

محمد بن عیسی ترمذی (متوفا 279 ہجری) کی الجامع الصحیح؛

احمد بن شعیب نسائی خراسانی (متوفا 303 ہجری) کی سنن النسائي؛

محمد یزید ماجۂ قزوینی ربعی (متوفا 273 یا 275 ہجری) کی سنن ابن ماجہ۔

مجموعی طور پران چھ کتابوں کو صحاح ستہ کہا جاتا ہے۔

حدیث اور روایت کے معنی

لفظ "حدیث" صفت مشبہہ ہے مادہ "ح د ث" سے، جس کے معنی "جدید، بات، داستان اور حکایت" کے ہیں۔

"حدیث" اور "روایت" میں لغوی لحاظ سے مکمل فرق اور اختلاف ہے لیکن علمی اصطلاح میں یہ دو الفاظ "مترادف" الفاظ کے عنوان سے استعمال ہوتے ہیں۔

بعض اوقات یہ دو الفاظ مختلف معانی میں استعمال ہوتے ہیں اور اس صورت میں لفظ "حدیث" معصومین(ع) کا کلام نقل کرنے کے معنی میں آتا ہے اور لفظ "روایت" "کلام معصوم، و غیر معصوم، تاریخ، واقعہ یا حادثہ" نقل کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

[حدیث کو خبر بھی کہتے ہیں اور] خبر کو بظاہر اس لحاظ سے "حدیث" کہا گیا کہ یہ قرآن کریم کے برابر میں آتی ہے (اوردونوں کا مقصود احکام الہیہ بیان کرنا ہوتا ہے) کیونکہ اہل سنت کی اکثریت کا خیال ہے کہ قرآن قدیم ہے اور اس لحاظ سے جو احکام پیغمبر(ص) کی جانب سے صادر ہوتے ہیں انہیں بمقابلۂ قرآن ـ جو قدیم ہے ـ "حدیث" کہا جاتا ہے۔[3]

واضح رہے کہ حدیث معنی اور مضمون کے لحاظ سے "وحیانی" اور بلحاظ لفظ "انسانی" ہے۔

حدیث کا اثر، خبر اور علم کے ساتھ تعلق

ابتدائی ہجری صدیوں میں "اثر، خبر اور علم" کا مفہوم حدیث کے مفہوم کے ساتھ برابری کرتا تھا۔

اثر
اثر کے لغوی معنی باقیماندہ اور نقش پا کے ہیں۔ یہ لفظ ۔ خاص طور پر اہل سنت کے ہاں ہر اس نقش کے لئے استعمال ہوتا تھا جو شریعت اور تعلیمات دین سے باقی رہا ہوتا تھا، خواہ وہ بلاواسطہ پیغمبر(ص) کا کلام ہوتا، خواہ وہ بالواسطہ طور پر آنحضرت(ص) کے اصحاب، یا تابعین یا تابعین کے تابعین سے باقی رہا ہوتا تھا نیز حتی مدینۃ الرسول میں باقیماندہ اور رواج یافتہ سیرت کو "اثر" کا نام دیتے تھے۔ لیکن یہ اصطلاح شیعہ علماء کے ہاں صرف معصومین(ع) سے منقولہ روایت کے لئے استعمال ہوتی ہے اور بعض علماء کے ہاں ہر اس شیئے کو اثر کہا جاتا ہے جو ان سے منقول و مروی ہو۔[4]
خبر
خبر کی تعریف میں آراء مختلف ہیں: بعض کہتے تھے کہ حدیث کے دو حصے ہیں: حدیث مرفوع خبر ہے اور حدیث موقوف اثر ہے[5]؛ اور بعض دوسرے کہتے تھے کہ حدیث معصوم سے نقل شدہ کلام ہے اور خبر عام ہے اور ہر اس کلام کو اثر کہتے ہیں جو سابقین سے نقل ہوا ہو اور اثر ان دو سے بھی عام تر اور وسیع تر ہے[6]۔[7] اور بعض دوسرے ان اختلافات سے بچنے کی سبیل کے طور پر تین اصطلاحات کو معادل، مترادف اور ہم معنی سمجھتے تھے۔[8]۔[9]
عِلم
لفظ "علم" عصر حاضر میں استعمال نہیں ہوتا ہے لیکن بہت سے نمونے موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ لفظ پہلی صدی ہجری میں وسیع سطح پر اور دوسرح صدی ہجری میں محدود سطح پر اس خبر کے لئے استعمال ہوتا رہا ہے جس کو آج ہم "حدیث" کہتے ہیں۔ اس زمانے میں حدیث کے لئے جو لفظ سب سے پہلے اس زمانے کے لوگوں کے ذہن میں ابھرتا تھا لفظ "علم" تھا۔ صحابہ اور تابعین سے ایسی عبارات کا مجموعہ پایا جاتا ہے جن میں "علم کے چلے جانے"، "اٹھائے جانے"، "بوسیدہ ہوجانے" کے سلسلے میں تشویش ظاہر کی گئی ہے۔ اور "علم کے چلے جانے" " سے "حاملین علم" کے اٹھ جانے کا مطلب لیا گیا ہے۔
حدیث کی تقسیمات
حدیث کی اقسام
علوم حدیث میں ۔ حدیث کی سند یا متن کے بہتر ادراک کے لئے ۔ مختلف قسم کی درجہ بندیاں کی گئی ہیں جن کے نمونے حسب ذیل ہیں:
تقسیم، سند کے راویوں کی تعداد کی بنیاد پر: خبر واحد، خبر مُسْتَفیض اور خبر متواتر؛
تقسیم، سند کے اعتبار کے لحاظ سے: صحیح اور اس کی قسمیں (صحیح مُضاف، متفق علیہ، اعلٰی، اوسط، ادنٰی)، حَسَن، موثوق، قوی، *ضعیف اور ااس کی اقسام (مُدْرَج، مشترک، مُصَحَّف، مؤتلف اور مختلف)؛
تقسیم، قطع یا اتصال سند کے لحاظ سے: مُسنَد، مُتَّصِل، مَرفوع، موقوف، مَقطوع، مُرْسَل، مُنْقَطِع، مُعْضَل یا مشکل، مُضْمَر، مُعَلَّق، مُعَنْعَن، مُہمَل؛
تقسیم، متن کے لحاظ سے: نَصّ، ظاہر، مُؤَوَّل، مُطلَق و مُقَید، عام و خاص، مُجْمَل و مُبَین، مُکاتَب و مکاتِبہ، مشہور، متروک، مطروح، حدیث قدسی، شاذ، مقلوب، متشابہ؛
تقسیم، روایت پر عمل کے لحاظ سے: حجت و لاحجت، مقبول، ناسخ اور منسوخ۔
اسناد حدیث و اصلیت مأخذ
پہلی صدی ہجری میں اہل سنت کے ہاں ہر اس حدیث کو اہمیت دی جاتی تھی جو پیغمبر اکرم(ص) سے نقل

ہوتی تھی اور اس کی سند کو توجہ نہیں دی جاتی تھی۔ دوسری صدی ہجری میں جاعلین اور واضعین حدیث کی موجودگی محسوس ہوئی تو موضوعہ احادیث کا سد باب کرنے کے لئے ذکر سند کو اوزار اور ہتھیار کے طور پر ذکر کرنا ضروری سمجھا گیا۔ [10].[11] اور اس روش کے رائج ہونے کی وجہ سے پیغمبر(ص) اور صحابہ سے بغیر سند کے نقل روایت میں شدید کمی آئی؛ تاہم یہ سلسلہ محدود سطح پر دوسری صدی کے آخر تک اصحاب حدیث میں سے بعض علماء میں سے مالک بن انس[12] کے ہاں اور اصحاب رائے میں سے ابو حنیفہ[13] اور ان کے شاگرد محمد شیبانی[14] کے نزدیک دیکھنے کو ملتا ہے۔ دوسری صدی کے آخر میں محمد بن ادریس شافعی کی کوششوں سے جملہ "کہاں سے لائے ہو؟" قطعی اور غالب ضابطے کے طور پر رائج ہوا۔

شیعیان آل رسول(ص) کے ہاں ابتداء ہی سے معصومین سے نقل روایت کرنے والے افراد کے حوالے سے حساسیت پائی جاتی تھی اور ائمۂ معصومین(ع) نے انہیں قبول حدیث کے معیاروں سے آگاہ کردیا تھا۔

جعلِ حدیث

اصلی مقالہ: جعل حدیث

حدیث کے مآخذ میں متعدد حدیثیں پائی جاتی ہیں جن کے ضمن میں رسول اللہ(ص) کے زبانی لوگوں کو آپ(ص) کی حدیثیں نقل کرنے کی ترغیب دلائی گئی اور انہیں آپ(ص) پر جھوٹ باندھنے سے باز رکھا گیا ہے۔

رسول خدا(ص) کے وصال کے دن ہی سے واقعۂ سقیفہ کے اجلاس کے ضبط شدہ مکالمات کے مطابق مہاجرین نے خلافت کا عہدہ اپنے لئے مختص کرنے کے لئے قرآن کی آیات سے نہیں بلکہ پیغمبر(ص) سےس منقولہ ایک حدیث سے استناد و استدلال کیا جس کی عبارت تھی: الائمة من قریش[15].[16] اور یہ استناد اسی آغاز سے ہی حدیث کے کلیدی کردار کی عکاسی کرتا ہے۔

امیرالمؤمنین(ع) نے بدعت آمیز احادیث کے رواج پر رد عمل ظاہر کرتے ہوئے اپنے ایک خطبے کے ضمن میں فرمایا ہے کہ "لوگوں کے ہاتھوں میں (احادیث رسول اللہ(ص)) میں سے حق و باطل اور سچ اور جھوٹ، ہے"، اور پھر ناقلین حدیث کو چار زمروں میں تقسیم کرتے ہیں:

منافقین جو جان بوجھ کر پیغمبر(ص) پر جھوٹ باندھتے ہیں؛

رسول خدا(ص) سے سن کر اسے صحیح محفوظ نہیں کرسکے اور وہم و اشتباہ کا شکار ہوئے ہیں؛

امر و نہی کو پیغمبر(ص) سے سنا لیکن ان کے ناسخ کو وصول نہیں کرسکے ہیں؛

احادیث کو درست سمجھا اور حفظ کیا ہے اور امانتداری سے دوسروں تک منتقل کیا ۔[17]

تاریخ گواہ ہے کہ صحابہ اور تابعین نے پیغمبر(ص) کی تعلیمات کو منتقل کرتے ہوئے ان تعلیمات سے اپنے تصور و ادراک کو منتقل کرچکے ہیں اور غالبا عین الفاظ رسول کو ضبط و ثبت کرنے کے پابند نہ تھے۔ عملی میدان میں بھی صحابہ سے منقولہ حدیثوں میں ایسی حدیثیں بکثرت پائی جاتی ہیں جن میں ایک واقعے کو بیان کیا گیا ہے لیکن ان کے الفاظ بالکل مختلف ہیں اور یہ حدیثیں اس قسم کی روش کے صحابہ کے ہاں معمول ہونے کی قطعی دلیل ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلاف، علمائے خلف کی مانند عین الفاظ نقل کرنے کے لئے اہمیت کے قائل نہیں تھے۔ یہ مشکل معصومین(ع) کی ڈھائی صدیوں پر محیط موجودگی کے بدولت، اہل تشیع کے ہاں بہت کم کہیں دکھائی دیتی ہے۔

کتابت حدیث کی تاریخ

اصلی مقالہ: کتابت حدیث کی تاریخ

عصر نبوی میں علی علیہ السلام اور بعض اصحاب رسول حدیث لکھتے تھے۔ وصال رسول(ص) کے بعد شیعہ اور

اہل سنت کے ہاں کتابت حدیث کی روش میں گہرا فرق پیدا ہوا۔ خلیفۂ اول اور خلیفۂ ثانی اور ان کے بعد خلیفۂ ثالث کے ادوار میں ۔ اور بعدازاں عمر بن عبدالعزیز کے دور تک حکومت کی سرکاری روش یہ تھی کہ احادیث رسول(ص) کو نقل، تدوین اور مکتوب نہ کیا جائے؛ یہاں تک کہ انھوں نے بڑی مقدار میں مکتوبات حدیث کو نذر آتش کیا۔

عمر بن عبدالعزیز نے سرکاری روش کو بدل ڈالا اور کتب حدیث کی تدوین کا آغاز ہوا اور تیسری صدی ہجری کے آخر تک صحاح ستہ لکھ لی گئیں۔ لیکن تقریبا ایک صدی تک تدوین و کتابت حدیث پر لاگو کی جانے والی ممانعت نے بعد کے زمانے میں معرض وجود میں آنے والے مآخذ کی اصلیت پر تباہ کن اثرات مرتب کئے۔

تاہم شیعیان آل رسول(ص) رسول خدا(ص) کے زمانے میں بھی اور آپ (ص) کے وصال کے بعد ائمہ(ع) کے دور میں غیبت صغری تک احادیث کو لکھتے رہے تھے جیسے امیرالمؤمنین(ع) سے منقول کتاب علی (ع)، جامعہ وغیرہ اور اصحاب ائمہ کی اصول اربع مائہ اسی دوران کی تالیف ہوئی ہیں۔ بعد کی صدیوں میں احادیث کی تدوین و تجمیع کا کام انجام پایا۔ کتب اربعہ پانچویں صدی ہجری کے آخر تک مکمل ہو چکی تھیں۔

حدیث کی درجہ بندی

اصلی مقالہ: حدیث کی درجہ بندی

احادیث و روایت تک آسان رسائی کے لئے حدیث کی درجہ بندی، طبقہ بندی اور تبویب قدیم الایام سے علمائے دین کے مد نظر تھی۔ یہ درجہ بندی ابتدائی صدیوں سے آج تک جاری رہی ہے اور روز بروز کامل اور کامل تر ہوئی ہے۔

حدیث کا تاریخی سفر

وضع حدیث یا جعل حدیث

اصلی مقالہ: جعل حدیث

اگر ایک طرف سے پہلی اور دوسری صدیوں میں حدیث کو فہم دین کے سلسلے میں منبع و ماخذ کے عنوان سے منزلت ملی تو دوسری طرف سے اس منزلت سے ناجائز فائدہ اٹھانے کے رجحانات نے بھی جنم لیا اور کچھ لوگوں نے جعل حدیث (اور حدیث سازی) کا کام شروع کیا! "وضع کرنے والے (وضاع) محدثین کے ہاتھوں جعل حدیث اور پیغمبر(ص) اور ائمۂ(ع) پر جھوٹ باندھنے اور ان سے جھوٹی باتیں منسوب کرنے کی تاریخ "تاریخ حدیث" جتنی پرانی ہے۔

علمائے حدیث ان دو مشکلات کے حل کے لئے علم رجال اور علم درایہ کو بروئے کار لاتے ہیں اور اس وسیلے سے خالص کو ناخالص سے تمیز و تشخیص دیتے ہیں۔

سند اور مضمون کےلحاظ سے جائزہ لینے کی راہیں

ظاہر ہے کہ محدثین کی حدود سے باہر کی دنیا سے حدیث پر ہونی والی نقادیاں تشویش اور فکرمندی کا سبب ہوئیں اور اصحاب حدیث مجبور ہوئے کہ احادیث کا تحفظ کرنے کے لئے اقدامات کریں اور خود ماہرانہ انداز سے حدیثوں پر تنقید کریں۔ یہ ضرورت محض باہر سے ہی محدثین پر مسلط نہیں ہوئی بلکہ اخبار و احادیث میں تضاد و تعارض نے انہیں یہ سبیل نکالنے پر آمادہ کیا تھا۔ اس قسم کی تنقید میں ۔ گوکہ حدیث کو بحثیت مجموعی مثبت نگاہ سے دیکھا جاتا تھا تاہم کوشش ہوتی تھی کہ ۔ حدیث پر عارض ہونے والی بیماریوں کو پہچانا جائے اور حدیث کے پڑھنے اور سننے ان بیماریوں کے آثار سے محفوظ رہیں۔ حدیث پر وسیع سطح پر تنقید کی ضرورت محسوس ہونے کی وجہ سے ایک عظیم تنقیدی نظام ۔ صدیوں کے دوران ۔ معرض وجود میں آیا جس کا

جزء بہ جزء مطالعہ تو ہوا ہے لیکن اس کی ایک مجموعی اور کلی تصویر پیش کرنے سے غفلت ہوئی ہے؛ وہ تصویر جس کو اگلی سطور میں پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

فہم حدیث

اصلی مقالہ: فہم حدیث

حدیث و روایت کی صحیح فہم و ادراک کے لئے لازم ہے کہ نقل بہ معنی[18] [یا نقل بہ مضمون]، روایات کی زبان، مخاطَب شناسی (Audience Studies)، ناسخ و منسوخ، معنی کے لحاظ سے حدیث کی مختلف سطوح، حدیث کی تاویل وغیرہ ۔ جو علم درایہ میں زیر بحث ہیں ۔ کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

اسلامی تہذیب و ثقافت میں حدیث

مسلم اقوام کے ادب میں مضامینِ حدیث کا استعمال ایک ایسا رجحان ہے جس کی تاریخ اسلامی ادب جتنی پرانی ہے۔ عربی نظم و نثر میں احادیث کے مندرجات سے تضمین ۔ جو بوفور دیکھی جا سکتی ہے ۔ کے علاوہ فارسی کے اسلامی ادب کی تشکیل کے آغاز سے لے کر آج تک، فارسی میں بھی اس قسم کی تضمینات کے نمونے تلاش کئے جاسکتے ہیں۔

چھٹی صدی ہجری میں احادیث نبوی ۔ تضمینِ صریح (آشکار تضمین) کی صورت میں بھی اور بصورت تلویح (ضمنی طور پر) بھی فارسی کے شعراء کے آثار میں مکرر در مکرر ۔ دیکھی جا سکتی ہیں: فارسی شاعری میں احادیث سے تضمین[19] نگاری کے سلسلے میں نمونے کے طور پر رسول اللہ(ص) کی ایک حدیث کی تضمین کی طرف اشارہ کیا جاسکتا ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ "خسرو (مرد خوشنام) مشرق سے ظہور کرے گا اور عدل کو مغرب تک فروغ دے گا"، مشہور شاعر امیر محمد معزی [20] نے اس حدیث کو ایک عینا ایک قصیدے کے ضمن میں نبی اکرم(ص) سے نقل کیا ہے۔[21]۔[22]

سنائی غزنوی [23] زیادہ تر تلمیح[24] کی طرف رجحان رکھتے ہیں اور اپنے اشعار کے ضمن میں حدیث ثقلین [25] اور ابوذر غفاری کی صداقت کے سلسلے میں منقولہ حدیث[26] سعدی شیرازی [27] کی شاعری میں حدیث معراج اور پر جلنے کے خطرے سے جبرائیل کی فکرمندی سے متعلق حدیث سے تلمیح جیسے نمونے پائے جاتے ہیں۔[28]

فارسی کے شعراء میں جلال الدین مولوی بلخی [29] بہت وسیع سطح پر ۔ صراحت کے ساتھ بھی اور تلمیح کے ذریعے بھی ۔ احادیث سے استفادہ کرچکے ہیں جن میں بعض احادیث مآخذ حدیث میں دستیاب نہیں ہیں۔ بدیع الزمان فروزانفر نے ایک مستقل کتاب احادیث مثنوی کے عنوان سے تالیف کی ہے اور اس میں جلال الدین بلخی کی مثنوی میں متذکرہ احادیث کو جمع کیا ہے۔[30].

رسول اکرم(ص) کے بعض مختصر کلمات اس قدر مسلمانوں کے درمیان مشہور ہوئے کہ ضرب المثل کے عنوان سے رائج ہوئے۔ ابو الشیخ اصفہانی نے ایک " یَک موضُوعی رسالہ" (Monograph) الامثال فی الحدیث النبوی کے عنوان سے تحریر کیا ہے جس میں انھوں نے ان احادیث کو اکٹھا کیا ہے جو عام محاورے کی زبان میں استعمال ہوتی ہیں اور اس میں انھوں نے عربی بولنے والے معاشروں کی زبان کو بھی شام کیا ہے جس میں حدیث کے عربی زبان توقع کے عین مطابق ہیں۔[31] حدیث کا ایسا ہی استعمال دوسرے مسلم معاشروں ۔ بالخصوص فارسی بولنے والے معاشروں ۔ میں بھی رائج ہے۔

پیغمبر خدا(ص) کی بعض حدیثیں ۔ خواہ عربی عبارت کے ساتھ خواہ فارسی میں (یا اسلامی ممالک میں رائج دوسروں زبانوں) میں مترجَم صورت میں ضرب الامثال کی صورت میں رائج ہوئی ہیں۔[32] بعض مختصر جملے ۔

جن کی نبوی تعلیمات سے مطابقت محسوس کی گئی ہے ـ بھی بڑی شہرت حاصل کرچکے ہیں۔ مثال کے طور پر جملہ "النظافۃ من الایمان" (صفائی ایمان کا جزو ہے) ایرانیوں کے ہاں ایک کثیر الاستعمال ضرب المثل ہے؛[33] [اور یہ جملہ اردو بولنے والے مسلمانوں میں بھی بکثرت استعمال ہوتا ہے]۔ گو کہ اس جملے کے الفاظ کتب حدیث میں دستیاب نہیں ہیں اور صرف بعض علمائے حدیث ـ منجملہ ابن حبان بستی نے اس کو بعض احادث سے ماخوذہ کلام قرار دیا ہے۔[34] بعض احادیث نے فارسی میں شعر کے سانچے میں نہایت کار آمد ضرب الامثال کی صورت اختیار کی ہے؛ مثال کے طور پر (رسول اللہ(ص) نے فرمایا ہے کہ "علم حاصل کرو گھوارے سے قبر کے لحد تک" اور اس کو شعر میں ڈھال دیا گیا جو کچھ یوں ہے):

چنین گفت پیغمبر راستگوی

ز گھوارہ تا گور دانش بجوی

یہ ایسی حدیث ہے جس کو صرف متاخرین کے مآخذ حدیث میں دیکھا جاسکتا ہے۔[35]

عصر حاضر میں حدیث کے سلسلے میں مختلف نقطہ ہائے نظر

اخباریت کی رسم کو صفویہ کے دور میں امامیہ حلقوں میں رواج ملا اور میرزا محمد اخباری (متوفی 1232ہجری قمری/1817عیسوی) نے اس کو جاری رکھا۔ اس کے باوجود کہ وحید بہبہانی (متوفی 1205ہجری قمری/1791عیسوی) اور شیخ جعفر کاشف الغطاء (متوفی 1228ہجری قمری/1813عیسوی) کی کوششوں سے عراق اور ایران کے علمی حلقوں میں اخباریوں پر اصولیوں کا غلبہ مستحکم ہوا، لیکن اخباری رجحان ان کے دو صدیاں بعد تک ـ اور حالیہ عشروں تک ـ بدستور موجود تھا اور اس کے کچھ سرگرم عناصر بھی تھے۔ بدعت کہلانے والے افعال کے مقابلے میں جو تہذیبیت (Refinement) کے رجحان کے علاوہ اخباریوں کے ہاں ایک دوسری تہذیبیت بھی بشدت پائی جاتی ہے جو ان کے بقول اسلامی علوم ـ بالخصوص فقہ اور اصول فقہ ـ میں پھلاوٹ اور فربہی کی شدید مخالفت ہے جو ان کے بقول ائمۂ معصومین (ع) کی تعلیمات کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ اہل سنت کی تعلیمات سے اثر پذیری کا ثمرہ ہے۔[36] چودھویں صدی ہجری میں ایک نیا تفکر معرض وجود میں آیا ہے ـ جس کا غائرانہ مطالعہ ابھی تک انجام نہیں پا سکا ہے ـ مکتب تفکیک کے نام سے مشہور ہے اور اس کے حامی اپنے مکتب کا تعارف "مکتب معارف" کے عنوان سے کراتے ہیں۔ اس مکتب کی بنیاد خراسان میں میرزا مہدی اصفہانی (ولادت 1303 وفات 1365) نے رکھی ہے۔ اس مذہب کا بنیادی اور مرکزی نقطہ یہ ہے کہ "علوم اہل بیت کو عام اور رائج عرفی علوم سے الگ کرنا چاہئے؛ حقیقی علم وہ ہے جو احادیث اہل بیت (ع) سے حاصل ہو اور دوسرے سرچشموں سے معرض وجود میں آنے والے علوم ـ بالخصوص فلسفہ کے ساتھ ـ ان (دینی) علوم کی آمیزش گمراہی کا سبب ہے۔ اس مکتب میں تہذیبیت (تہذیب و تخلیص علوم دینیہ) دو صورتوں میں شدت و حدت کے ساتھ دیکھی جاتی ہے:

نصوص سے باہر کے سرچشموں سے حاصلہ علوم کو ان علوم سے بالکل الگ کیا جائے جن کا منبع اور سرچشمہ دینی نصوص (قرآن و سنت) ہے؛

ان کے مطابق معارف اہل بیت(ع) کی توسیع و ترویج میں مداخلت کی اہلیت سے عاری! اصولوں کے سہارے، علوم کی ترویج اور فروغ کی نفی ہونی چاہئے۔[37]

اصفہانی بعض اعجاز قرآن، ظواہر قرآن کی حجیت اور قرآن اور فرقان کے درمیان فرق کے قائل ہونے سے متعلق بنیادی موضوعات پر بحث کرتے ہیں۔ فرقان سے مراد وہ تعلیمات ہیں جو احادیث اہل بیت سے حاصل ہوتی ہیں۔[38]۔[39]

نے والے فرقان درمیان فرق ۔ سے متعلق اصولی موضوعات کو زیر بحث لاتے ہیں، اور یوں فہم قرآن کی سطوح کا تعین کرتے ہیں اور قرآن و حدیث کے درمیان نسبت متعین کرنے کے لئے پس منظر فراہم کرتے ہیں[40]

معاشرے کے حسب ضرورت مختلف شعبوں میں مخاطَبین کو قرآن اور حدیث اہل بیت کے محکمات سے روشناس کرانا اور نصوص کے ذریعے مقصود تک پہنچانے کے لئے مناسب رسائی ممکن بنانا اس مکتب کے پیروکاروں کا نصب العین قرار دیا گیا ہے؛ اس تناظر میں محمد رضا حکیمی کےسلسلۂ کتب "الحیاۃ کو نمونے کے طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔[41]
بنیادی اور خالص اسلامی تعلیمات تک رسائی کی غرض سے شیعہ میراث حدیث پر بےاعتمادی اور قرآن کی طرف رجوع کی ضرورت نے معاصر مفکرین کی ایک جماعت کو قرآن کی بنیاد پر تہذیبیت اور مجعولات و تحریفات کی نفی کی طرف مائل کیا۔ یہ جماعت قرآن کی تفسیر بوسیلۂ قرآن اور معاشرتی مسائل حل کرنے کے لئے قرآنی تاملات سے فائدہ اٹھانے کے حوالے سے سید قطب کی تفسیری روش کے قریب پہنچ گئی تھی؛ اگرچہ اس جماعت کے ہاں حدیث پر تنقید عام طور پر احتیاط آمیز اور تقابلی ہے۔
اس سلسلے میں ڈاکٹر علی شریعتی جیسے لوگ بھی ہیں جو نہ صرف حدیث کو لائق اعتنا و توجہ نہیں سمجھتے تھے بلکہ مطالعۂ قرآن کا اہتمام بھی نہیں کرتے تھے۔ وہ حدیث کی نسبت سخت بدگمان تھے اور علامہ مجلسی جیسے محدثین اور ان کی کتاب بحار الانوار پر شدید ترین تنقید کرتے تھے۔[42]

دریں اثناء بعض احادیث کو علوی تشیع سے دور اور قومی نظریئے کا نتیجہ سمجھتے تھے اور اس بہانے ان پر تنقید کرتے تھے۔[43] اس کے باوجود کہ وہ کبھی صراحت کے ساتھ دین کے بنیادی مآخذ اور صراحت کے ساتھ قرآن و سنت کے خالص ادراک کے حصول کی ضرورت پر زور دیتے تھے[44] لیکن قرآن کے خالص ادراک اور صحیح اور غیر صحیح احادیث کی تشخیص کے لئے کوئی مناسب راہ حل پیش نہیں کرتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ "دین میں تعبد عبادات کے محدود دائرے نیز بعض غیبی مسائل تک محدود ہے" اور وہ ان دو دائروں سے باہر اجتہاد اور مصلحت اندیشی کو نصوص پر مقدم رکھتے تھے اور مصلحتوں اور تقاضوں کے مطابق، زندگی کے مختلف امور میں بعض مذہبی مسائل کے تبدیل کرنے اور معتدل بنانے کو جائز سمجھتے تھے۔[45]
امامیہ کے دینی حلقوں میں تہذیبیت کا ایک بالکل مختلف زاویہ، حدیث پر تنقید کے حوالے سے محمد تقی شوشتری کی تنقیدی تالیفات اور ان کے بقول "احادیثِ دخیل" یعنی ناخالص احادیث کی بازشناسی[46] اور ان نقادیوں میں دیکھا جاسکتا ہے جو وہ نہج البلاغہ کے بعض کلمات اور جملوں اور ان کے ضبط و ثبت کے حوالے سے، کیا کرتے تھے[47]؛ مذہب شیعہ نہج البلاغہ کے اعتبار اور اسی زمانے میں اہل سنت کی طرف سے وارد ہونی والی تنقیدوں کے ہوتے ہوئے، شوشتری کا یہ تنقیدی رویہ بہت زیادہ گستاخانہ معلوم ہوتا تھا۔ اس تنقیدی روش کے لئے بھاری قیمت ادا کرنا پڑتی تھی اور پھر یہ شوشتری کی کاوشوں میں بہت منظم انداز سے پیش کی جارہی تھی چنانچہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ سب تہذیبیت کی طرف ان کے رجحان کا ثمرہ تھا چنانچہ اس کو صرف ایک عالمانہ تجسس کا نام نہیں دیا جاسکتا۔
مستشرقین (Orientalists) کے حلقوں میں بھی حدیث کی نسبت بدظنی پر مبنی رجحان پائے جاتے تھے۔
مستشرقین انیسویں صدی عیسوی کے آخر تک متن حدیث کی اصلیت اور اسناد پر بداعتماد تھے؛ تاہم ہنگری کے مستشرق "اگناس گولڈزیہر"[48] نے بلاواسطہ طور پر حدیث وسیع مطالعہ کیا اور اس کے بارے میں ایک مناسب اور مربوطہ نظریہ پیش کیا۔ [49] اس کتاب کو بعد میں جوزف شاخت [50] نے مکمل کیا اور بیسویں

صدی کے آخر تک یہ کتاب مستشرقین کی اکثریت کا مرجع رہی۔[51] کہا جاسکتا ہے کہ ایک طرف سے حدیث ۔ یعنی اسلامی سنت کے ایک اہم حصے ۔ پر مستشرقین کی تنقید اور دوسری طرف سے اسلامی اداروں کی تشکیل نو اور تجدید کے حوالے سے محسوس کی جانے والی ضرورت نے مل کر مسلمانوں کی توجہ دینی سنت کے اس حصے پر مرکوز کردی اور یوں مستشرقین کا منفی نقطۂ نگاہ مثبت نقطۂ نظر میں بدل گیا۔

آیت اللہ بروجردی [52] نے حوزہ علمیہ قم کے شیعہ ماحول میں علماء اور فضلاء کو حدیث کی طرف توجہ دینے اور اس شعبے میں تحقیق کرنے کی دعوت دی تو وہ خود دائرۃ المعارف کی نوعیت کی ایک مجموعۂ کتاب جامع احادیث الشیعۃ کی تدوین کی تیار کررہے تھے[53]، جبکہ یہ لہر ابھی مکمل طور نہیں اٹھ سکی تھی۔ اسی زمانے میں مصر میں احیاء حدیث کی تحریک کے علمبرداروں میں سے احمد محمد شاکر(متوفی 1377ہجری قمری/1957عیسوی) تھے جنہوں نے علم حدیث کو اہل حدیث کی ریت و روایت کے مطابق حاصل کیا تھا اور مصر کے اہل حدیث کے سربراہ تھے لیکن انھوں نے اہل حدیث کی اہم تالیفات و تصنیفات پر نظر ثانی اور ان کی تصحیح و تشریح کی راہ میں وسیع کوششیں کیں جس کے نتیجے میں دسوں کتب تالیف ہوئیں۔ ان کے تالیفی آثار میں الکتاب والسنۃ، در حقیقت ایک بیان ہے جس کا نقطۂ نظر اگرچہ سلفی ہے لیکن وہ اس وسیلے سے کوشش کرتے ہیں کہ قوانین اور معاشرے کے انتظام کے مقصد تک پہنچنے کے لئے سنت کے ساتھ ساتھ حدیث کی اہمیت کو اجاگر کریں اور ان لوگوں پر تنقید کرنا چاہتے ہیں جو حدیث کی طرف زیادہ توجہ نہیں دیتے۔[54]

حالیہ عشروں کے دوران قانون سازی، معاشرتی روابط، خاندانی نظام کی تشکیل اور متعلقہ مسائل سمیت زندگی کے تمام شعبوں میں، مختلف سطحوں پر اور اسلامی تعلیمات سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے اور انسانیات (Humanities) کے مختلف شعبوں میں دینی اصولوں کی طرف توجہ کی ضرورت، جیسے رجحانات، حدیث کی طرف مسلمانوں کے زیادہ سے زیادہ توجہ و مَیلان کا سبب بنے۔ ان محرکات میں خواتین کے مسائل اور سائنس اور دین کے تعلق جیسے سوالات، عالمگیریت وغیرہ کے لئے جوابات کی فراہمی سمیت عصر جدید کے مسائل کا اضافہ کرنا چاہئے۔

اس قسم کے مباحث و موضوعات نے سماجی سطحی پر سرگرم اداروں اور منور الفکر دانشور حلقوں نیز جدید سائنس کی طرف مائل حلقوں کو بھی حدیث کی طرف مائل کردیا ہے؛ تاہم اس حقیقت کی طرف توجہ دینا ضروری ہے کہ یہ حلقے صرف اپنے مقصد کی حدیثوں سے استفادہ کرتے ہیں اور کبھی تو ان کی نظریں ایسے متون اور حدیثوں پر ٹھر جاتی ہے جو محدثین کی اندرونی نقادیوں کی روشنی میں ان کے اعتبار کے بارے میں شکوک و شبہات پائے جاتے ہیں۔

حدیثیات					
حدیث متواتر	متفق علیہ	مشہور	عزیز	غریب	حدیث حسن
حدیث متصل		↑حدیث صحیح↑			حدیث منکر
حدیث مسند	← بلحاظ سند	علم الحدیث		بلحاظ متن→	حدیث متروک
خبر آحاد		↓حدیث ضعیف↓			حدیث مدرج
حدیث منقطع	حدیث مضطرب	حدیث مدلس	حدیث موقوف	حدیث منقطع	حدیث موضوع

حوالہ جات

1. دیکھیں: لغت نامہ دہخدا، اصول اربعہ۔
2. مذکورہ دو کتابوں کو مجموعی طور پر صحیحین بھی کہا جاتا ہے۔
3. عسقلانی، ابن حجر، فتح الباری، ج1
4. شیخ بہائی، الوجیزۃ في علم الدرایۃ۔
5. سیوطی، تدریب الراوی، ج1 ص184۔
6. انصاری، زکریا، الحدود الانیقۃ، ص85۔
7. شہید ثانی، الرعایۃ، ص49۔
8. قاسمی، محمد، قواعد التحدیث، ص61۔
9. صالح، صبحی، علوم الحدیث و مصطلحہ، صص 10-11۔
10. مسلم، صحیح، ج1 ص15۔
11. ترمذی، سنن، ج5 ص740۔
12. مالک بن انس، الموطأ، ج1 ص300۔
13. شیبانی، محمد، الآثار، ج1 صص3-4۔
14. شیبانی، ج1 ص10۔
15. کلینی، الکافی ج8 ص343۔
16. ابن عساکر، علی، تاریخ مدینۃ دمشق، ج30 ص286۔
17. نہج البلاغۃ، خطبہ 201۔
18. راوی جب ایک حدیث معصوم سے سنتا ہے تو لازم ہے کہ اس کو عینا ان ہی الفاظ کے سانچے میں بیان کرے جو اس نے سنے ہیں لیکن بعض شرائط کے ساتھ وہ اس حدیث کے معنی اور مفہوم کو اپنے الفاظ میں بھی بیان کرسکتا ہے۔ صاحب معالم بزرگ شیعہ فقیہ شیخ زین‌الدین بن علی بن احمد العاملی الجبعی، معروف بہ شہید ثانی کے فرزند صاحب معالم الاصول، ابو منصور حسن بن زین الدین بن علی بن احمد بن جمال الدین بن تقی الدین العاملی (متوفی 1011ہجری قمری)؛ کہتے ہیں کہ اکثر سنی علماء بھی نقل بہ معنی یا نقل بہ مضمون کے قائل ہیں اور جو قائل نہیں ہیں وہ بھی کوئی قابل قبول دلیل پیش نہیں کرسکے ہیں۔
19. تضمین وہ ہے کہ شاعر یا قلمکار اپنے کلام (خواہ وہ شعر ہو خواہ نثر ہو) میں کسی آیت، حدیث، یا کسی

شاعر کے ایک مصرع یا شعر کو عینا نقل کرے۔

20. امیر ابوعبداللہ محمد بن عبدالملک مُعِزّی نیشابوری متوفی 518 یا 521 ہجری قمری۔
21. معزی، محمد، دیوان، ص 579۔
22. ابن ماجہ، سنن ج2 ص1367۔
23. ابو المجد مجدود بن آدم سنائی غزنوی یا حکیم سنائی (ولادت 473، وفات 545ہجری قمری)
24. تلمیح کے معنی لغت میں آنکھ کے گوشے سے اشارہ کرنے کے ہیں اور اصطلاح میں اس کے معنی یہ ہیں کہ خطیب یا شاعر اپنے کلام کے ضمن میں آیت، حدیث، داستان ، تاریخی واقعے، افسانے وغیرہ کی طرف اشارہ کرے۔
25. سنائی، دیوان، ص 469۔
26. وہی وہی ماخذ ص465۔
27. ابو محمد مُصلِح الدین بن عَبدُاللہ معروف بہ سعدی شیرازی و مشرف الدین (پیدائش 585 یا 606، وفات 691 ہجری قمری)
28. سعدی، بوستان، ص36۔
29. جلال الدین محمد بلخی معروف بہ مولوی و مولانا و رومی و مولانا روم (ولادت الاول 604، وفات 672 ہجری قمری)
30. احادیث مثنوی، ط تہران، 1334ہجری شمسی۔
31. ابوالشیخ اصفہانی، عبداللہ، الامثال، ص21۔
32. دہخدا، امثال و حِکَم، ج1 صص252، 480۔
33. دہخدا، وہی ماخذ، ص279۔
34. ابن حبان، کتاب المجروحین، ج12 ص294۔
35. حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ج1 ص51۔
36. اخباری، محمد، البرہان فی التکلیف و البیان، پوری کتاب۔
37. اصفہانی، ابواب الہدی، پوری کتاب۔
38. کلینی، الکافی، ج2 ص630۔
39. ابن بابویہ، معانی الاخبار، صص189-190۔
40. اصفہانی، رسائل شناخت قرآن،، پوری کتاب۔
41. ط تہران، 1367ہجری شمسی۔
42. شریعتی، تشیع علوی و تشیع صفوی، ص200۔
43. شریعتی، وہی ماخذ، صص115-139۔
44. شریعتی، علی، با مخاطبہای آشنا، ص143۔
45. شریعتی، وہی ماخذ، ص195۔
46. شوشتری، محمدتقی، الاخبار الدخیلة، صص1و2۔
47. شوشتری، بہج الصباغة، ج1 صص 19- 22۔
48. Ignác (Yitzhaq Yehuda) Goldziher (22 June 1850 – 13 November 1921.

49. گولڈزیہر، مطالعات اسلامی، پوری کتاب۔
50. Joseph Franz Schacht, Born: March 15, 1902, Racibórz, Poland, Died: August 1, 1969, Englewood, New Jersey, United States۔
51. بہاءالدین، محمد، المستشرقون والحدیث النبوی، پوری کتاب۔
52. آیت اللہ سید حسین طباطبائی بروجردی متوفی سنہ 1380 ہجری، چودہویں صدی کے نامی گرامی مراجع تقلید میں سے تھے۔ 17 سال تک حوزہ علمیہ قم کے زعیم رہے اور پندرہ سال تک شیعیان عالم کے مرجع تقلید۔
53. بروجردی، حسین و دیگران، جامع احادیث الشیعۃ، دیباچہ ملاحظہ ہو۔
54. شاکر، احمد محمد، الکتاب و السنۃ یجب ان یکونا مصدر القوانین، ص 22-23۔

مآخذ

1. قرآن کریم۔
2. خطیب بغدادی، الکفایۃ فی علم الروایۃ، بہ کوشش ابو عبداللہ سورتی و ابراہیم حمدی مدنی، مدینہ، المکتبۃ العلمیہ۔
3. خطیب بغدادی، شرف اصحاب الحدیث، بہ کوشش محمد سعید خطیب اوغلی، آنکارا، 1971 عیسوی۔
4. ابوالفرج اصفہانی، مقاتل الطالبیین، نجف، 1385 ہجری قمری/ 1965 عیسوی۔
5. ابو عبید قاسم بن سلام، الناسخ و المنسوخ، بہ کوشش برتن، کیمبریج، 1987 عیسوی۔
6. ابو عبید قاسم بن سلام، غریب الحدیث، حیدرآباد دکن، 1384-1387 ہجری قمری۔
7. خطیب بغدادی، الجامع لاخلاق الراوی و آداب السامع، بہ کوشش محمود طحان، ریاض، 1403 ہجری قمری۔
8. ذہبی، میزان الاعتدال، بہ کوشش علی محمد بجاوی، بیروت، 1382 ہجری قمری/1963 عیسوی۔
9. طوسی، العدۃ فی اصول الفقہ، بہ کوشش محمد رضا انصاری، قم، 1376 ہجری شمسی۔
10. طوسی، الفہرست، بہ کوشش محمد صادق آل بحرالعلوم، نجف، 1380 ہجری قمری/1960 عیسوی۔
11. «الفقہ الاکبر (1) »، ضمن «شرح الفقہ الاکبر »، منسوب بہ ابو منصور ماتریدی، الرسائل السبعۃ فی العقائد، حیدرآباد دکن، 1400 ہجری قمری/1980 عیسوی۔
12. ابن رجب، عبدالرحمان، «الاستخراج لاحکام الخراج »، ضمن موسوعۃ الخراج، بیروت، دار المعرفہ۔
13. ابن کثیر، «اختصار علوم الحدیث »، ہمراہ الباعث الحثیث، بہ کوشش احمد محمد شاکر، بیروت، 1403 ہجری قمری/1983 عیسوی۔
14. ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، بیروت، 1401 ہجری قمری۔
15. ابن نجیم، زین الدین، البحر الرائق، بہ کوشش زکریا عمیرات، بیروت، 1418 ہجری قمری۔
16. ابن ابی الحدید، عبدالحمید، شرح نہج البلاغۃ، بہ کوشش محمد ابوالفضل ابراہیم، قاہرہ، 1379 ہجری قمری/1959عیسوی۔
17. ابن ابی حاتم، الجرح و التعدیل، حیدرآباد دکن، 1371 ہجری قمری/1952 عیسوی۔
18. ابن ابی حاتم، المراسیل، بہ کوشش شکراللہ قوجانی، بیروت، 1397 ہجری قمری۔
19. ابن ابی حاتم، عبدالرحمان، تقدمۃ المعرفۃ لکتاب الجرح و التعدیل، حیدرآباد دکن، 1374 ہجری قمری/1952 عیسوی۔
20. ابن ابی عاصم، احمد، الزہد، بہ کوشش عبدالعلی عبدالحمید حامد، قاہرہ، 1408 ہجری قمری۔

21. ابن اثیر، مبارک، جامع الاصول، به کوشش محمد حامد فقی، قاهره، 1370 هجری قمری/1950 عیسوی.
22. ابن ادریس، محمد، السرائر، قم، 1410-1411 هجری قمری.
23. ابن بابویه، «مشیخة الفقیه»، همراه ج4 من لا یحضره الفقیه (هم).
24. ابن بابویه، التوحید، به کوشش هاشم حسینی تهرانی، تهران، 1387 هجری قمری/1967 عیسوی.
25. ابن بابویه، الخصال، به کوشش علی اکبر غفاری، قم، 1362 هجری شمسی.
26. ابن بابویه، علل الشرائع، نجف، 1385 هجری قمری/1966 عیسوی.
27. ابن بابویه، عیون اخبار الرضا(ع)، نجف، 1390 هجری قمری/ 1970 عیسوی.
28. ابن بابویه، محمد، الامالی، قم، 1417 هجری قمری.
29. ابن بابویه، معانی الاخبار، به کوشش علی اکبر غفاری، قم، 1361 هجری شمسی.
30. ابن بابویه، من لا یحضره الفقیه، به کوشش علی اکبر غفاری، قم، 1404 هجری قمری.
31. ابن بلبان، علی، الاحسان فی تقریب صحیح ابن‌حبان، به کوشش شعیب ارنؤوط، بیروت، 1408 هجری قمری/ 1988 عیسوی.
32. ابن تیمیه، احمد، احادیث القصاص، به کوشش احمد عبدالله باجور، قاهره، 1413 هجری قمری/1993 عیسوی.
33. ابن تیمیه، کتب و رسائل و فتاوی، به کوشش عبدالرحمان محمد قاسم نجدی، بیروت، مکتبة ابن‌تیمیه.
34. ابن جماعه، محمد، المنهل الروی، به کوشش محیی الدین عبدالرحمان رمضان، دمشق، 1406 هجری قمری/1986 عیسوی.
35. ابن جوزی، الموضوعات، به کوشش عبدالرحمان محمد عثمان، مدینه، 1386 هجری قمری.
36. ابن جوزی، تلبیس ابلیس، به کوشش سید جمیلی، بیروت، 1405 هجری قمری/ 1985 عیسوی.
37. ابن جوزی، صفة الصفوة، به کوشش محمود فاخوری و محمد رواس قلعه جی، بیروت، 1399 هجری قمری/ 1979 عیسوی.
38. ابن جوزی، عبدالرحمان، آفة اصحاب الحدیث، به کوشش علی حسینی میلانی، تهران، 1398 هجری قمری.
39. ابن حبان، کتاب المجروحین، به کوشش محمود ابراهیم زاید، حلب، 1396 هجری قمری/ 1976 عیسوی.
40. ابن حبان، محمد، صحیح، به کوشش شعیب ارنؤوط، بیروت، 1414 هجری قمری.
41. ابن حبان، مشاهیر علماء الامصار، به کوشش م. فلایش هامر، قاهره، 1379 هجری قمری/1959 عیسوی.
42. ابن حجر عسقلانی، «الکاف الشاف»، در حاشیۀ الکشاف زمخشری، قاهره، 1366 هجری قمری/ 1947 عیسوی.
43. ابن حجر عسقلانی، احمد، الاصابة، به کوشش علی محمد بجاوی، بیروت، 1412 هجری قمری/1992 عیسوی.
44. ابن حجر عسقلانی، القول المسدد، قاهره، 1401 هجری قمری.
45. ابن حجر عسقلانی، تهذیب التهذیب، حیدرآباد دکن، 1325 هجری قمری.
46. ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، به کوشش محمد فؤاد عبدالباقی و محب الدین خطیب، بیروت، 1379 هجری قمری.
47. ابن حجر عسقلانی، لسان المیزان، حیدرآباد دکن، 1329-1331 هجری قمری.

48. ابن حزم، جوامع السیرة، به کوشش احسان عباس و ناصرالدین اسد، قاهره، دارالمعارف.
49. ابن حزم، علی، الاحکام، قاهره، 1404 ہجری قمری.
50. ابن خلاد رامہرمزی، حسن، المحدث الفاصل، به کوشش محمد عجاج خطیب، بیروت، 1404 ہجری قمری.
51. ابن خیر، محمد، فہرسة، به کوشش ف. کودرا، بغداد، 1963 عیسوی.
52. ابن سعد، محمد، الطبقات الکبری، بیروت، دار صادر.
53. ابن شاہین، عمر، ناسخ الحدیث و منسوخه، به کوشش سمیر زہیری، زرقاء، 1408 ہجری قمری/ 1988 عیسوی.
54. ابن شعبه، حسن، تحف العقول، به کوشش علی اکبر غفاری، تہران، 1376 ہجری قمری.
55. ابن شہر آشوب، محمد، معالم العلماء، نجف، 1380 ہجری قمری/1961 عیسوی.
56. ابن شہر آشوب، مناقب آل ابی طالب، قم، چاپخانۂ علمیه.
57. ابن صلاح، عثمان، علوم الحدیث مقدمة، به کوشش صلاح عویضه، بیروت، 1416 ہجری قمری.
58. ابن عبدالبر، التمہید، به کوشش مصطفی بن احمد علوی و محمد عبدالکبیر بکری، رباط، 1387 ہجری قمری.
59. ابن عبدالبر، جامع بیان العلم و فضله، بیروت، 1398 ہجری قمری.
60. ابن عبدالبر، یوسف، الاستیعاب، به کوشش علی محمد بجاوی، بیروت، 1412 ہجری قمری.
61. ابن عبدربه، احمد، العقد الفرید، به کوشش احمد امین و دیگران، بیروت، 1402 ہجری قمری/1982 عیسوی.
62. ابن عدی، عبدالله، الکامل، به کوشش یحیی مختار غزاوی، بیروت، 1405 ہجری قمری/1985 عیسوی.
63. ابن عربی، محیی الدین، الفتوحات المکیة، بولاق، 1293 ہجری قمری.
64. ابن عساکر، علی، تاریخ مدینة دمشق، به کوشش علی شیری، بیروت/ دمشق، 1415 ہجری قمری/ 1995 عیسوی.
65. ابن غضائری، احمد، الرجال، به کوشش محمد رضا جلالی، قم، 1422 ہجری قمری.
66. ابن فہد حلی، احمد، عـدة الداعی، قـم، 1407 ہجری قمری.
67. ابن فورک، محمد، مشکل الحدیث و بیانه، به کوشش موسی محمد علی، بیروت، 1405 ہجری قمری/ 1985 عیسوی.
68. ابن قبه، محمد، بخشہایی از «نقـض الاشہـاد »، ضمن کمال الدین ابن‌بابویه، به کوشش علی اکبر غفاری، تہران، 1390 ہجری قمری.
69. ابن قتیبه، المعارف، به کوشش ثروت عکاشه، قاہره، 1960 عیسوی.
70. ابن قتیبه، عبدالله، تأویل مختلف الحدیث، به کوشش محمد زہری نجار، بیروت، 1393 ہجری قمری/1973 عیسوی.
71. ابن قیسرانی، محمد، تذکرة الموضوعات، قاہره، 1323 ہجری قمری.
72. ابن ماجه، محمد، سنن، به کوشش محمد فؤاد عبد الباقی، قاہره، 1952–1953 عیسوی.
73. ابن مجاہد، احمد، السبعة، به کوشش شوقی ضیف، قاہره، 1972 عیسوی.
74. ابن مدینی، علی، العلل، به کوشش محمد مصطفی اعظمی، بیروت، 1980 عیسوی.

75. ابن مہران، احمد، المبسوط، بہ کوشش سبیع حمزه حاکمی، دمشق، 1407 ہجری قمری/1986 عیسوی۔
76. ابن ندیم، الفہرست۔
77. ابن نقطہ، محمد، التقیید، حیدرآباد دکن، 1403-1404 ہجری قمری/ 1983-1984 عیسوی۔
78. ابن ہمام، محمد، فتح القدیر، قاہره، 1319 ہجری قمری۔
79. ابو ریہ، شیخ المضیرة ابو ہریرة، قاہره، دارالمعارف۔
80. ابو ریہ، محمود، اضواء علی السنة المحمدیة، قاہره، 1994 عیسوی۔
81. ابو احمد عسکری، حسن، اخبار المصحفین، بہ کوشش صبحی بدری سامرایی، بیروت، 1406 ہجری قمری۔
82. ابو اسحاق شیرازی، ابراہیم، التبصرة، بہ کوشش محمد حسن ہیتو، دمشق، 1403 ہجری قمری/1983 عیسوی۔
83. ابو الشیخ اصفہانی، عبداللہ، الامثال، بہ کوشش عبدالعلی عبدالحمید، بمبئی، 1402 ہجری قمری۔
84. ابو الفرج اصفہانی، علی، الاغانی، قاہره، 1371 ہجری قمری/1952 عیسوی۔
85. ابو القاسم کوفی، علی، الاستغاثة فی بدع الثلاثة، نجف، 1368 ہجری قمری۔
86. ابو داوود سجستانی، سلیمان، سنن، بہ کوشش محمد محیی الدین عبدالحمید، قاہره، 1369 ہجری قمری۔
87. ابو داوود سجستانی، مسائل احمد، قاہره، 1353 ہجری قمری/1934 عیسوی۔
88. ابو زرعۂ دمشقی، عبدالرحمان، تاریخ، بہ کوشش شکراللہ قوجانی، دمشق، 1400 ہجری قمری/1980 عیسوی۔
89. ابو زہو، محمد، الحدیث و المحدثون، ریاض، 1404 ہجری قمری/1984 عیسوی۔
90. ابو شہبہ، دفاع عن السنة، قاہره، 1406 ہجری قمری/ 1985 عیسوی۔
91. ابو شہبہ، محمد، الاسرائیلیات و الموضوعات، مکتبة السنة، 1391 ہجری قمری/1971 عیسوی۔
92. ابوطالب ہارونی، یحیی، الامالی (تیسیر المطالب)، تحریر جعفر بن احمد بن عبدالسلام، بہ کوشش یحیی عبدالکریم فضیل، بیروت، 1395 ہجری قمری/ 1975 عیسوی۔
93. ابوعبید قاسم بن سلام، الاموال، بہ کوشش عبدالامیر علی مہنا، بیروت، 1988 عیسوی۔
94. ابولیث سمرقندی، نصر، تفسیر، بہ کوشش عبدالرحیم احمد زقہ، بغداد، 1405-1406 ہجری قمری/1985-1986 عیسوی۔
95. ابو موسی مدینی، محمد، طوال الاخبار، نسخۂ خطی موجود در ظاہریۂ دمشق، شم 798‘ 3 (عام)۔
96. ابو نعیم اصفہانی، احمد، حلیة الاولیاء، قاہره، 1351 ہجری قمری/1932 عیسوی۔
97. ابو نعیم اصفہانی، ذکر اخبار اصبہان، بہ کوشش ددرینگ، لیدن، 1934 عیسوی۔
98. ابوہلال عسکری، حسن، الفروق اللغویة، بہ کوشش محمد ابراہیم سلیم، قاہره، 1418 ہجری قمری/1997 عیسوی۔
99. ابو یوسف، الرد علی سیر الاوزاعی، بہ کوشش ابوالوفا افغانی، قاہره، 1357 ہجری قمری۔
100. ابو یوسف، یعقوب، الآثار، بہ کوشش ابو الوفا افغانی، قاہره، 1355 ہجری قمری۔
101. احمد بن حنبل، العلل و معرفة الرجال، بہ کوشش وصی اللہ عباس، بیروت، 1408 ہجری قمری/ 1988 عیسوی۔
102. احمد بن حنبل، مسند، قاہره، 1313 ہجری قمری۔

103. احمد بن عیسی، الامالی (رأب الصدع)، تدوین محمد بن منصور، بہ کوشش علی بن اسماعیل صنعانی، بیروت، 1410 ہجری قمری/ 1990 عیسوی۔
104. اخباری، محمد، البرہان فی التکلیف و البیان، بغداد، 1341 ہجری قمری۔
105. اربلی، علی، کشف الغمة، بیروت، 1405 ہجری قمری/ 1985 عیسوی۔
106. اردبیلی، محمد، جامع الرواۃ، بیروت، 1403 ہجری قمری/1983 عیسوی۔
107. اسحاق بن راہویہ، مسند، بہ کوشش عبدالغفور بن عبدالحق بلوشی، مدینہ، 1412 ہجری قمری/1992 عیسوی۔
108. اسعد، طارق اسعد، علم اسباب ورود الحدیث، بیروت، 1422 ہجری قمری/2001 عیسوی۔
109. اصفہانی، مہدی، ابواب الہدی، بہ کوشش حسین مفید، تہران، 1387 ہجری شمسی۔
110. اصفہانی، مہدی، رسائل شناخت قرآن، بہ کوشش حسین مفید، تہران، 1388ہجری شمسی۔
111. آقابزرگ، الذریعۃ۔
112. الاختصاص، منسوب بہ مفید، بہ کوشش علی اکبر غفاری، قم، 1413ہجری قمری۔
113. الاصول الستۃ عشر، قم، 1405ہجری قمری۔
114. الایضاح، منتسب بہ فضل بن شاذان، بہ کوشش جلال الدین محدث ارموی، تہران، 1347ہجری شمسی۔
115. البانی، محمد ناصرالدین، ضعیف سنن الترمذی، بہ کوشش زہیر شاویش، ریاض، 1411ہجری قمری/1991عیسوی۔
116. التفسیر، منسوب بہ امام حسن عسکری(ع)، بہ کوشش مدرسۂ امام مہدی(ع)، قم، 1409ہجری قمری۔
117. امین استرابادی، محمد، الفوائد المدنیۃ، بہ کوشش رحمت اللہ رحمتی، قم، 1424ہجری قمری۔
118. امینی، عبدالحسین، الغدیر، بیروت، 1387ہجری قمری۔
119. انصاری، زکریا، الحدود الانیقۃ، بہ کوشش مازن مبارک، بیروت، 1411ہجری قمری۔
120. باعونی، محمد، جواہر لمطالب فی مناقب علی بن ابی طالب(ع)، بہ کوشش محمدباقر محمودی، قم، 1415ہجری قمری۔
121. بخاری، صحیح، بہ کوشش مصطفی دیب البغا، بیروت، 1407ہجری قمری/1987عیسوی۔
122. بخاری، محمد، التاریخ الکبیر، حیدرآباد دکن، 1398ہجری قمری/ 1978عیسوی۔
123. برقی، احمد، المحاسن، بہ کوشش جلال الدین محدث ارموی، تہران، 1331ہجری شمسی۔
124. بروجردی، حسین و دیگران، جامع احادیث الشیعۃ، قم، 1399ہجری قمری۔
125. بزار، احمد، المسند، بہ کوشش محفوظ الرحمان زین اللہ، بیروت/ مدینہ، 1409ہجری قمری۔
126. بلاذری، احمد، فتوح البلدان، بہ کوشش رضوان محمد رضوان، بیروت، 1398ہجری قمری/ 1978عیسوی۔
127. بہاءالدین، محمد، المستشرقون والحدیث النبوی، عمان، 1420ہجری قمری/ 1999عیسوی۔
128. بیہقی، احمد، المدخل الی السنن الکبری، بہ کوشش محمد ضیاءالرحمان اعظمی، کویت، 1404ہجری قمری۔
129. بیہقی، السنن الکبری، بہ کوشش محمد عبدالقادر عطا، مکہ، 1414ہجری قمری/1994عیسوی۔
130. بیہقی، معرفۃ السنن و الآثار، بہ کوشش عبدالمعطی امین قلعجی، قاہرہ، 1412ہجری

قمری/1991عیسوی.
131. بیهقی، مناقب الشافعی، به کوشش احمد صقر، قاهره، 1970عیسوی.
132. پاکتچی، «ویژگیهای رده بندی موضوعیبحار الانوار و فرایند شکل گیری آن »، یادنامۀ مجلسی، به کوشش مهریزی و ربانی، تهران، 1379ش، ج1.
133. پاکتچی، احمد، طرح تحقیق اسناد نهج البلاغه، مقالات نهمین کنگرۀ بین المللی نهج البلاغه، شم 23.
134. پاکتچی، مکاتب فقه امامی ایران پس از شیخ طوسی تا پای گیری مکتب حله، تهران، 1385هجری شمسی.
135. ترمذی، محمد، سنن، به کوشش احمد محمد شاکر و دیگران، قاهره، 1357هجری قمری/ 1938م بب.
136. تفتازانی، مسعود، المطول، استانبول، 1330هجری قمری.
137. جاحظ، عمرو، البیان و التبیین، به کوشش فوزی عطوی، بیروت، 1968عیسوی.
138. جورقانی، حسین، الاباطیل و المناکیر، به کوشش فریوایی، ریاض، 1422هجری قمری/ 2002عیسوی.
139. جوزجانی، ابراهیم، احوال الرجال، به کوشش صبحی بدری سامرایی، بیروت، 1405هجری قمری.
140. مصطفی بن عبدالله معروف به کاتب چلبی یا حاجی خلیفه، کشف الظنون.
141. حازمی، محمد، «شروط الائمة الخمسة »، همراه شروط الائمة الستة ابنقیسرانی، به کوشش طاهر سعود، بیروت، 1408هجری قمری/ 1988عیسوی.
142. حاکم نیشابوری، محمد، المستدرک علی الصحیحین، به کوشش مصطفی عبدالقادر عطا، بیروت، 1411هجری قمری/1990عیسوی.
143. حاکم نیشابوری، معرفة علوم الحدیث، به کوشش معظم حسین، مدینه، 1397هجری قمری/1977عیسوی.
144. حسین بن عبدالصمد عاملی، وصول الاخیار الی اصول الاخبار، قم، 1401هجری قمری.
145. حسینی اشکوری، احمد، مؤلفات الزیدیة، قم، 1413هجری قمری.
146. حسینی خطیب، عبدالزهراء، مصادر نهج البلاغة و اسانیده، بیروت، 1405هجری قمری/1985عیسوی.
147. حصنی دمشقی، ابوبکر، دفع الشبه عن الرسول(ص)، قاهره، 1418هجری قمری.
148. حمیری، عبدالله، قرب الاسناد، به کوشش مؤسسۀ آل البیت(ع)، قم، 1413هجری قمری.
149. خاقانی، علی، رجال الخاقانی، به کوشش محمد صادق بحرالعلوم، قم، 1404هجری قمری.
150. خطیب بغدادی، احمد، تاریخ بغداد، قاهره، 1349هجری قمری.
151. خطیب بغدادی، تقیید العلم، به کوشش یوسف عش، قاهره، 1974عیسوی.
152. خلیلی، خلیل، الارشاد، به کوشش محمد سعید عمر ادریس، ریاض، 1409هجری قمری.
153. خوارزمی، محمد، جامع مسانید ابی حنیفة، حیدرآباد دکن، 1332هجری قمری.
154. خویی، ابوالقاسم، مصباح الفقاهة (تقریرات)، به قلم محمدعلی توحید تبریزی، قم، 1377هجری شمسی.
155. دارمی، عبدالله، سنن، به کوشش فواز احمد زمرلی و خالد سبع علمی، بیروت، 1407هجری قمری.
156. دهخدا، امثال و حکم، تهران، 1352هجری شمسی.
157. دیلمی، شیرویه، الفردوس الاخبار بمأثورالخطاب، به کوشش سعید بسیونی زغلول، بیروت، 1986عیسوی.
158. ذهبی، «تلخیص المستدرک »، همراه المستدرک حاکم نیشابوری، حیدرآباد دکن، 1334هجری قمری.
159. ذهبی، تذکرة الحفاظ، حیدرآباد دکن، 1388هجری قمری/ 1968عیسوی.

160. ذہبی، سیر اعلام النبلاء، بہ کوشش شعیب ارنؤوط و دیگران، بیروت، 1405ہجری قمری/1985عیسوی۔
161. ذہبی، محمد، تاریخ الاسلام، بہ کوشش عمر عبدالسلام تدمری، بیروت، 1407ہجری قمری/1987عیسوی۔
162. ذہبی، محمدحسین، الاسرائیلیات فی التفسیر و الحدیث، قاہرہ، مکتبۃ وہبہ۔
163. رافعی، عبدالکریم، التدوین فی اخبار قزوین، حیدرآباد دکن، 1985عیسوی۔
164. زیلعی، عبداللہ، تخریج الاحادیث و الآثار، بہ کوشش عبداللہ بن عبدالرحمان سعد، ریاض، 1414ہجری قمری۔
165. سبط ابن‌عجمی، ابراہیم، الکشف الحثیث، بہ کوشش صبحی سامرایی، بیروت، 1407ہجری قمری/1987عیسوی۔
166. سبکی، عبدالوہاب، طبقات الشافعیۃ الکبری، بہ کوشش محمود محمد طناحی و عبدالفتاح محمد حلو، قاہرہ، 1383ہجری قمری/1964عیسوی۔
167. سخاوی، المقاصد الحسنۃ، بہ کوشش عبداللہ محمد صدیق، بیروت، 1399ہجری قمری/ 1979عیسوی۔
168. سخاوی، محمد، الاعلان بالتوبیخ، بہ کوشش فرانتس روزنتال، بیروت، 1403ہجری قمری/1983عیسوی۔
169. سعد بن عبداللہ اشعری، المقالات و الفرق، بہ کوشش محمدجواد مشکور، تہران، 1361ہجری شمسی۔
170. سعدی، بوستان، بہ کوشش غلامحسین یوسفی، تہران، 1384ہجری شمسی۔
171. سلفی، احمد، معجم السفر، بہ کوشش عبداللہ عمر بارودی، مکہ، المکتبۃ التجاریہ۔
172. سلمی، محمد، طبقات الصوفیۃ، بہ کوشش یوہانس پدرسن، لیدن، 1960عیسوی۔
173. سمعانی، عبدالکریم، ادب الاملاء و الاستملاء، بہ کوشش ماکس وایسوایلر، بیروت، 1401ہجری قمری/ 1981عیسوی۔
174. سنایی، دیوان، بہ کوشش مدرس رضوی، تہران، 1341ہجری شمسی۔
175. سہمی، حمزہ، تاریخ جرجان، بہ کوشش محمد عبدالمعید خان، بیروت، 1407ہجری قمری/1987عیسوی۔
176. سید مرتضی، علی، تنزیہ الانبیاء، بیروت، 1409ہجری قمری/ 1989عیسوی۔
177. سیوطی، الاتقان، بہ کوشش محمد ابوالفضل ابراہیم، قاہرہ، 1387ہجری قمری/ 1967عیسوی۔
178. سیوطی، الاقتراح، بہ کوشش محمود سلیمان یاقوت، طنطا، 1426ہجری قمری/ 2006عیسوی۔
179. سیوطی، الدیباج، بہ کوشش ابواسحاق حوینی، الخبر، 1416ہجری قمری/ 1996عیسوی۔
180. سیوطی، اللآلی المصنوعۃ، بیروت، دارالمعرفہ۔
181. سیوطی، تدریب الراوی، بہ کوشش عبدالوہاب عبداللطیف، قاہرہ، 1385ہجری قمری/ 1966عیسوی۔
182. شافعی، الرسالۃ، بہ کوشش احمد محمد شاکر، قاہرہ، 1358ہجری قمری/ 1939عیسوی۔
183. شافعی، محمد، اختلاف الحدیث، بہ کوشش محمد احمد عبدالعزیز، بیروت، 1406ہجری قمری/1986عیسوی۔
184. شاکر، احمد محمد، الکتاب و السنۃ یجب ان یکونا مصدر القوانین، قاہرہ، 1363ہجری قمری۔
185. شریعتی، تشیع علوی و تشیع صفوی، تہران، 1356ہجری شمسی۔
186. شریعتی، علی، با مخاطبہای آشنا، تہران، 1356ہجری شمسی۔
187. شہید ثانی، الرعایۃ، بہ کوشش عبدالحسین محمدعلی بقال، قم، 1408 ہجری قمری۔

188. شهید ثانی، زین الدین، «رسالة فی میراث الزوجة »، رسائل، تهران، 1313 هجری قمری.
189. شوشتری، بهج الصباغة، به کوشش احمد پاکتچی، تهران، 1401 هجری قمری.
190. شوشتری، محمدتقی، الاخبار الدخیلة، تهران، 1401 هجری قمری.
191. شوکانی، محمد، نیل الاوطار، بیروت، 1973 عیسوی.
192. شیبانی، محمد، الآثار، به کوشش ابوالوفا افغانی، بیروت، 1413 هجری قمری/1993 عیسوی.
193. صالح، صبحی، علوم الحدیث و مصطلحه، دمشق، 1986 عیسوی.
194. صالحی شامی، محمد، سبل الهدی و الرشاد، به کوشش عادل احمد عبدالموجود و علی محمد معوض، بیروت، 1414هجری قمری/1993عیسوی.
195. صحیفة الرضا(ع)، به روایت ابوالقاسم طائی، به کوشش مدرسۀ امام مهدی(ع)، قم، 1408 هجری قمری.
196. صدر، حسن، نهایة الدرایة، به کوشش ماجد غرباوی، قم، 1413 هجری قمری.
197. صفار، محمد، بصائر الدرجات، تهران، 1404 هجری قمری.
198. صنعانی، عبدالرزاق، المصنف، به کوشش حبیب الرحمان اعظمی، بیروت، 1403 هجری قمری/1983 عیسوی.
199. طبرانی، المعجم الکبیر، به کوشش حمدی بن عبدالمجید سلفی، موصل، 1404 هجری قمری/1983 عیسوی.
200. طبرانی، سلیمان، المعجم الاوسط، به کوشش طارق بن عوض الله و عبدالمحسن بن ابراهیم حسینی، قاهره، 1415 هجری قمری.
201. طبرسی، احمد، الاحتجاج، به کوشش محمدباقر موسوی خرسان، نجف، 1386 هجری قمری/1966 عیسوی.
202. طبری، تاریخ.
203. طبری، تفسیر، بیروت، دارالفکر، 1405 هجری قمری.
204. طحاوی، احمد، شرح معانی الآثار، به کوشش نجار و جاد الحق، بیروت، 1414 هجری قمری/1994 عیسوی.
205. شیخ طوسی، رجال، به کوشش محمدصادق آل بحرالعلوم، نجف، 1381 هجری قمری/1961 عیسوی.
206. شیخ طوسی، محمد، تهذیب الاحکام، به کوشش حسن موسوی خرسان، تهران، 1364 هجری شمسی.
207. عبدالله بن احمد، مسائل احمد، به کوشش زهیر شاویش، بیروت، 1408 هجری قمری/ 1988 عیسوی.
208. عجلونی، اسماعیل، کشف الخفاء، به کوشش احمد قلاش، بیروت، 1405 هجری قمری.
209. عراقی، عبدالرحیم، الفیة العراقی، به کوشش غریاطی، ریاض، 1418 هجری قمری.
210. عراقی، عبدالرحیم، تخریج احادیث احیاء علوم الدین، به کوشش اشرف بن عبدالمقصود، ریاض، 1415 هجری قمری/1995 عیسوی.
211. عراقی، عبدالرحیم، شرح التبصرة و التذکرة، به کوشش محمد بن حسین عراقی، بیروت، دارالکتب العلمیه.
212. عسکری، مرتضی، احادیث ام المؤمنین عائشة، تهران، 1414 هجری قمری.
213. عقیلی، محمد، کتاب الضعفاء الکبیر، به کوشش عبدالمعطی امین قلعجی، بیروت، 1404 هجری

قمری/1994 عیسوی۔
214. علامۂ حلی، حسن، رجال، نجف، 1381 ہجری قمری/1961 عیسوی۔
215. علامہ حلی، کشف المراد فی شرح تجرید الاعتقاد، بہ کوشش ابراہیم موسوی زنجانی، قم، 1373 ہجری شمسی۔
216. عماری، احمد عبداللہ، مقدمہ بر اعـلام العالم ابن‌جوزی، پـایان نامۂ دانشگاه ملک عبدالعزیز مکہ، 1397- 1398 ہجری قمری۔
217. عیاشی، محمد، التفسیر، قم، 1421 ہجری قمری۔
218. غزالی، محمد، احیاء علوم الدین، قاہره، دار الشعب۔
219. فارسی، عبدالغافر، سیاق تاریخ نیسابور، انتخاب صریفینی، بہ کوشش محمدکاظم محمودی، قم، 1403 ہجری قمری۔
220. فاکہی، محمد، اخبار مکة، بہ کوشش عبدالملک عبداللہ دہیش، بیروت، 1414 ہجری قمری۔
221. فتنی، محمدطاہر، تذکرة الموضوعات، 1342ق* فرات کوفی، تفسیر، نجف، 1354 ہجری قمری۔
222. فروزانفر، بدیع الزمان، احادیث و قصص مثنوی: (دو کتابوں ـ "احادیث مثنوی" و مآخذ قصص و تمثیلات مثنوی" کا مجموعہ) کتابخانہ دانشگاه صنعتی شریف۔
223. فضلی، عبدالہادی، اصول الحدیث، مؤسسة ام القری، 1416 ہجری قمری۔
224. قاری، ملاعلی، المصنوع فی معرفة الحدیث الموضوع، بہ کوشش عبدالفتاح ابوغده، بیروت، 1414 ہجری قمری/1994 عیسوی۔
225. قاسمی، محمد، قواعد التحدیث، بہ کوشش محمد بہجت بیطار، قاہره، 1380 ہجری قمری/1961 عیسوی۔
226. قاضی عبدالجبار، «فضل الاعتزال »، فضل الاعتزال و طبقات المعتزلة، بہ کوشش فؤاد سید، تونس، 1393 ہجری قمری/1974 عیسوی۔
227. قاضی عیاض، الشفاء، بیروت، 1409 ہجری قمری/ 1988 عیسوی۔
228. قاضی قضاعی، محمد، مسند الشہاب، بہ کوشش حمدی سلفی، بیروت، 1405 ہجری قمری/ 1985 عیسوی۔
229. قرطبی، محمد، الجامع لاحکام القرآن، بہ کوشش احمد عبدالعلیم بردونی، قاہره، 1972 عیسوی۔
230. قریب، بدرالزمان، فرہنگ سغدی، تہران، 1374 ہجری شمسی۔
231. قیصری، محمد داوود، شرح فصوص الحکم، بہ کوشش جلال الدین آشتیانی، تہران، 1375 ہجری شمسی۔
232. کتانی، محمد، الرسالة المستطرفة، بہ کوشش زمزمی، بیروت، 1406 ہجری قمری/1986 عیسوی۔
233. * کشی، محمد، معرفة الرجال، اختیار طوسی، بہ کوشش حسن مصطفوی، مشہد، 1348 ہجری شمسی۔
234. کلینی، محمد، الکافی، بہ کوشش علی اکبر غفاری، تہران، 1391 ہجری قمری۔
235. لالکایی، کرامات الاولیاء، بہ کوشش احمد سعد حمان، ریاض، 1412 ہجری قمری۔
236. لالکایی، ہبة اللہ، شرح اصول اعتقاد اہل السنة و الجماعة، ریاض، 1402 ہجری قمری۔
237. مالک بن انس، «رسالة الی لیث بن سعد »، ضمن ج1 ترتیب المدارک قاضی عیاض، بیروت / طرابلس،

1387 ہجری قمری/1967 عیسوی۔
238. مالک بن انس، الموطأ، بہ کوشش محمد فؤاد عبدالباقی، قاہرہ، 1370 ہجری قمری/1951 عیسوی۔
239. ماوردی، علی، ادب الدنیا والدین، قاہرہ، 1375 ہجری قمری/1955 عیسوی۔
240. مبارک فوری، محمد عبدالرحمان، تحفة الاحوذی، بیروت، دارالکتب العلمیہ۔
241. مبرد، محمد، الکامل، بہ کوشش محمد احمد دالی، بیروت، 1406 ہجری قمری/1986 عیسوی۔
242. محمد باقر مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، بیروت، 1403 ہجری قمری/1983 عیسوی۔
243. محب الدین طبری، احمد، الریاض النضرة فی مناقب العشرة، بہ کوشش عیسی حمیری، بیروت، 1996 عیسوی۔
244. محقق حلی، المعتبر، بہ کوشش ناصر مکارم شیرازی و دیگران، قم، 1364 ہجری شمسی۔
245. محقق حلی، جعفر، معارج الاصول، بہ کوشش محمدحسین رضوی، قم، 1403ہجری قمری۔
246. مروزی، محمد، اختلاف العلماء، بہ کوشش صبحی سامرایی، بیروت، 1406 ہجری قمری/1986 عیسوی۔
247. مسعودی، علی، مروج الذہب، بہ کوشش یوسف اسعد داغر، بیروت، 1385 ہجری قمری/1965 عیسوی۔
248. مسلم بن حجاج، صحیح، بہ کوشش محمد فؤاد عبدالباقی، قاہرہ، 1955-1956 عیسوی۔
249. معزی، محمد، دیوان، بہ کوشش عباس اقبال آشتیانی، تہران، 1318 ہجری شمسی۔
250. معمر بن راشد، «الجامع »، ہمراہ ج11 المصنف صنعانی (نک: ہم، صنعانی)۔
251. مفید، محمد، اوائل المقالات، بہ کوشش ابراہیم انصاری، قم، 1414 ہجری قمری/1993 عیسوی۔
252. ملیباری، حمزہ، عبقریة الامام مسلم فی ترتیب احادیث مسندہ الصحیح، بیروت، 1418 ہجری قمری/ 1997 عیسوی۔
253. منتجب الدین، علی، فہرست، بہ کوشش عبدالعزیز طباطبایی، قم، 1404 ہجری قمری۔
254. نجاشی، احمد، رجال، بہ کوشش موسی شبیری زنجانی، قم، 1407 ہجری قمری۔
255. نعناعہ، رمزی، الاسرائیلیات و اثرہا فی کتب التفسیر، دمشق/ بیروت، 1390 ہجری قمری/1970 عیسوی۔
256. نہج البلاغہ۔
257. نووی، المجموع، بہ کوشش محمود مطرحی، بیروت، 1417 ہجری قمری/1996 عیسوی۔
258. نووی ، شرح علی صحیح مسلم، بیروت، 1392 ہجری قمری۔
259. نووی، یحیی، تہذیب الاسماء و اللغات، قاہرہ، 1927 عیسوی۔
260. نویری، احمد، نہایة الارب، بہ کوشش مفید قمیحہ و دیگران، بیروت، 1424 ہجری قمری/2004 عیسوی۔
261. وجیہ، عبدالسلام، اعلام المؤلفین الزیدیة، عمان، 1420 ہجری قمری/ 1999 عیسوی۔
262. وکیع، محمد، اخبار القضاة، بیروت، عالم الکتب۔
263. یحیی بن معین، تاریخ، روایت دوری، بہ کوشش احمد محمود نور سیف، مکہ، 1399ہجری قمری/ 1979عیسوی۔
264. یعقوبی، احمد، التاریخ، بیروت، 1379 ہجری قمری/1960 عیسوی۔
265. یغموری، یوسف، نور القبس المختصر من المقتبس، بہ کوشش رودلف زلہایم، ویسبادن، 1384 ہجری قمری/1964 عیسوی۔

1. لاطینی مآخذ

2. Arberry, A. , The Chester Beatty Library: A Handlist of the Arabic Manuscripts, Dublin, 1955-1964.
3. Brun, S. J. , Dictionarium syriaco- latinum, Beirut, 1895.
4. Chong, P. D. , Ural-Altaic Etymological Wordlist, 1998.
5. GAS ؛ Gesenius, W. , A Hebrew and English Lexicon of the Old Testament, tr. E. Robinson, ed. F. Brown et al. , Oxford, 1955.
6. Goldziher, I. , Vorlesungen über den Islam, Heidelberg, 1910.
7. Grujic, B. , Rečnik engelsko- srpskohrvatski, Belgrad etc. , 1976.
8. Haghighi, M. ,»Fundamentalism as Post-Modernism: An Iranian Case-Study«, Jusur, 1996, vol. XII.
9. Harnack, A. , History of Dogma, tr. N. Buchanan, Boston, 1901.
10. Hjelmslev, L. , Principes de grammaire générale, Copenhagen, 1928.
11. Horovitz, J. , »Alter und Ursprung des Isnād«, Der Islam, 1918, vol. VIII.
12. Jastrow, M. , A Dictionary of the Targumim, the Talmud Badli and Yershalmi, and the Midrashic Literature, London/ New York, 1903.
13. Leslau, W. , Comparative Dictionary of Ge’ez (Classical Ethiopic), Wiesbaden, 1991.
14. Liddell, H. G. and R. Scott, A Greek-English Lexicon, Oxford, 1968.
15. Littré, E. , Dictionnaire de la langue française, Paris, 1874.
16. Myrzabekova, K. et al. , Kasachisch- Deutsches Wörterbuch, Almaty, 1992.
17. Neusner, J. , Early Rabbinic Judaism: Historical Studies in Religion, Literature and Art, Leiden, 1975.
18. New Catholic Encyclopedia, Detroit etc. , 2003.
19. Pakatchi, A. , Analiticheskiĭ obzor osnov mistitsizma sheĭkha Nadzhm ad-dina Kubra, Ashkhabad/ Mashad, 2001.
20. id, »The Contribution of Eastern Iranian and Central Asian Scholars to the Compilaton of Hadîths«, History of Civilizations of Central Asia, Paris, 2000, vol. IV(2).
21. Pfeifer, W. , Etymologisches Wörterbuch des Deutschen, München, 1995.
22. Skeat, W. W. , An Etymological Dictionary of the English Language, Oxford, 1963.
23. Strack, H. L. , Introduction to the Talmud and Midrash, Philadelphia, 1931.